## سوال

(77) نماز تہجد میں قرآءت سے متعلق ایک حدیث

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

’’ایک حدیث میں آیا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ شروع کی۔ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو (۱۰۰) آیتوں پر رکوع کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ تب میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو (۲۰۰) آیتوں پر رکوع کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، تب میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری سورت پڑھیں گے، ایک رکعت میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، سورۂ نساء شروع کی، اس کو پڑھا، پھر سورۂ آل عمران شروع کی، اس کو پڑھا اور یہ سب قراءت آپ کی آہستہ ٹھہر ٹھہر کر تھی۔ جب کوئی آیت اللہ کی پاکی کی آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کہتے اور جب کوئی سوال کی آتی تو آپ اللہ سے سوال کرتے اور جب کوئی آیت پناہ مانگنے کی آتی تو اللہ سے پناہ مانگتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو ’’سبحان ربی العظیم‘‘ کہا کہ رکوع بھی قیام کے برابر تھا، پھر سر اٹھایا ’’سمع اللہ لمن حمدہ‘‘ کہا اور یہ قیام رکوع کے قریب تھا، پھر سجدہ کیا ’’سبحان ربی الاعلیٰ‘‘ کہنے لگے تو سجدہ رکوع کے قریب تھا۔‘‘ (نسائی)

دوسری حدیثوں میں اتنا اور زیادہ ہے کہ قعود اور انصراف، یعنی بعد نماز کے بیٹھنا یہ بھی اسی قیام کے برابر تھا تو اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب قیام ایسا ہو کہ جس میں سوا پانچ پارے نہایت اطمینان کے ساتھ پڑھے جائیں، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے تو کم از کم دو گھنٹے یا اور بھی کم رکھا جائے تو ڈیڑھ گھنٹے سے کم نہیں ہوتا اور پھر دوسرے ارکان جو اتنی دیر میں وہ بھی ادا کیے جاویں توفی رکن ڈیڑھ گھنٹے کے حساب سے قیام اور رکوع اور قیام بعد الرکوع، جلسہ بین السجدتین اور دوسرا سجدہ اور قعود اور انصراف یہ سب آٹھ ہوتے ہیں، توفی ڈیڑھ گھنٹے کے حساب سے ۱۲ گھنٹے ہوئے، پس جبکہ بموجب آیت قرآن پاک اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَہٗ وَ ثُلُثَہٗ [المزمل : ۲۰] کے نمازِ لیل کا وقت تہائی رات گزر جانے پر شروع ہوتا ہے تو بس دو تہائی رات جو زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے ہوتی ہے، اس میں بارہ گھنٹے کی ایک رکعت کو کوئی کیونکر ادا کر سکتا ہے اور پھر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے ایک شب میں صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو، کم از کم دو، زیادہ سے زیادہ تیرہ ہیں، تو جبکہ ایسی نماز پڑھی ہو جس میں ازروئے حساب بارہ گھنٹے ہوتے ہیں اور پھر اور بھی رکعت پڑھی ہوں تو یہ امر کس طرح ممکن ہے؟

المستفتی : سید جواد علی رضوی، محلہ پٹھان، علی گڑھ

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے جو حساب لگایا ہے اور اس کی بنا پر جو یہ لکھا ہے کہ دو تہائی رات جو زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹہ ہوتی ہے، اس میں اس بارہ گھنٹے کی ایک رکعت کوئی کیونکر ادا کر سکتا ہے اور پھر

کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے ایک شب میں صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو، کم ازکم دو اور زیادہ سے زیادہ تیرہ ہیں، توجب کبھی ایسی نماز پڑھی ہو کہ ازروئے حساب بارہ گھنٹہ ہوتے ہیں اور پھر اور رکعت بھی پڑھی ہوں تو یہ امر کیونکر ممکن ہے؟'' اس میں کچھ شک نہیں کہ جیسا کہ عادۃ اللہ جاری ہے، اس کے مطابق ایسا ہی ہوا کرتا ہے، جیسا کہ آپ نے حساب لگایا ہے اور لکھا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس بات پر مجبور نہیں کہ اپنی عادتِ جاریہ کے خلاف کوئی کام نہ کرسکے، بلکہ بسا اوقات بہت سے کام اپنی عادتِ جاریہ کے خلاف بھی کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حوا [اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی عادتِ جاریہ کے خلاف مرد اور عورت کے اکٹھا ہوئے بغیر پیدا کردیا، اسی طرح عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ مرد عورت جو بوڑھے نہ ہوئے ہوں، ان سے اولاد پیدا ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور حضرت سارہ اور حضرت زکریا کو اوران کی بی بی کو بڑھاپے میں اولاد دے دی، اسی طرح عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ جب کوئی چیز مسافت بعیدہ سے منگائی جاتی ہے تو اس کے لیے اسی کے مطابق ایک مدت درکار ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ملکہ سبا کے تخت کو حضرت سلیمان کے پاس مسافت بعیدہ سے چشم زدن سے بھی پہلے ہی پہنچوا دیا، اسی طرح اور بے شمار واقعاتِ صحیحہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داود علیہ السلام پر زبور پڑھ ڈالنا آسان کردیا گیا تھا، چنانچہ حکم دیتے کہ سواری کَسی جائے اور زبور پڑھنا شروع کردیتے، پھر قبل اس کے کہ سواری کَسی جائے، پوری زبور ختم کردیتے۔ (مشکوۃ شریف، ص: ۵۰۰)[1]

فتح الباری جلد تین طبع دہلی میں اس حدیث کی شرح میں ہے: ''وفي الحديث أن البركة قد تقع في الزمن اليسير حتی يقع فيه العمل الكثير''[2][اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ کبھی برکت تھوڑے سے وقت میں نازل ہوتی ہے، تاکہ اس میں زیادہ عمل کیا جائے] مرقاۃ شرح مشکوۃ (۵/۳۴۴) میں ہے:

''قد دل الحديث علیٰ أن الله تعاليٰ يطول الزمان لمن يشاء من عباده، كما يطوي المكان لهم''

[یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے زمان کو طویل کردیتا ہے، جس طرح ان کے لیے مکان کو سکیڑ دیتا ہے]

کتبہ: محمد عبداللہ (۱۴ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ)

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۳۲۳۵)

[2] فتح الباري (۶/۴۵۵)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

### کتاب الصلاۃ، صفحہ:178

### محدث فتویٰ